ڈاکٹر نازیہ یونس
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

شیلے اور فیض کی انقلابی شاعری کا تقابلی جائزہ

Dr. Nazia Younis
Assistant Professor, National University of Modern Languages, NUML Islamabad.

Comparison of Shelly and Faiz with respect to their Revolutionary Poetry

Both Shelley and Faiz were geniuses of their own times. They were not contemporaries they surved so because of the similarities of their ideas, there is a bit scope of writing from multidimentional angles on his poetry but my focus is on the revolutionary aspects of their poetry. Their poetry was a source of inspiration for the ones who suffered greatly due to existing sociopolitical conditions which was result of a protract war in Engliand and an era of dictatorship in Pakistan. Both poets composed poetry to arouse the feelings of the down-trodden of the society and both have widespread appeal.

Keywords: *Revolutionary poetery, Faiz Ahmed Faiz, Shelley, Struggle, Contributions, Power-Politics, Descrimination, Civil and human rights.*

شعراء اور ادباء کو بالعموم معاشرے کا حساس ترین طبقہ تصور کیا جاتا ہے۔ اُن کی فکری گہری اور احساس نازک ان میں ارد گرد میں ہونے والے واقعات کو مؤثر انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت کرتے ہیں۔ ایک عام شخص کے مقابلے میں وہ زندگی سے زیادہ منسلک نظر آتے ہیں جب کہ بعض اوقات وہ اِن مروجہ رسوم ورواج کے خلاف بر سرِ پیکار نظر آتے ہیں۔ شیلے اور فیض دونوں ہی اس تخلیقی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں دونوں شاعر اعلیٰ پائے کے ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ دونوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا بھرپور طریقے سے منوایا ہے اور اُن دونوں کو انقلابی شعراء کی فہرست میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ اور دونوں کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ شیلے انقلاب فرانس کی پیداوار تھا۔ اسی دور میں کمزوروں اور مزدوروں کی داد رسی کے لیے آواز بلند کی گئی۔ یہ ”آزادی مساوات اور بھائی چارہ“ اس تحریک کا نعرہ تھا اور شیلے اس کا زبردست علم بردار تھا۔ شیلے گوڈون کے فلسفہ زندگی کا حامی تھا اور اس کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

شاعری میں کئی بار اِس بات کا اظہار کیا گیا ہے۔ در حقیقت اُس عہد کے بیشتر شعراء اور ادباء انقلابِ فرانس کے پُر زور داعی تھے۔

شیلے نے اپنے ملک کے لوگوں کو سلطنت برطانیہ کے خلاف اُٹھ کھڑا کرنے کے لیے متعدد نظمیں تحریر کیں۔ اگرچہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب تو نہ ہو سکا لیکن کم از کم اپنے ہم وطنوں کو بیدار کرنے کی حد تک کامیاب ضرور تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ اور خصوصاً خواتین جن کو اب تک ووٹ کے حق سے محروم کیا گیا تھا۔ اپنے حقوق کے لیے گھروں سے نکل کھڑی ہوئیں۔ شیلے کا تعلق کسی مذہبی گھرانے سے نہ تھا۔ اور اُس کے لیے بائبل فقط ایک غیر معمولی تخیلاتی کوشش کا پیش خیمہ تھی۔ جو تصوراتی دیومالائی کہانیوں کا مجموعہ تھی۔ اس کا مذہب فقط آزادی اظہار تھا۔ شیلے کی زندگی پر یہ طائرانہ نظر فیض کی زندگی اور جدوجہد کی یاد دلاتی ہے۔ فیض کو علامہ اقبال کے بعد پاکستان کا عظیم شاعر گردانا جاتا ہے۔

شیلے کے برعکس فیض کا تعلق ایک مذہبی خانوادے سے تھا۔ اس نے اُس وقت انقلاب کا نعرہ بلند کیا جب یہ برصغیر کی فضا میں گردش کر رہا تھا۔ فیض کے والد چوہدری سلطان محمد ایک پڑھے لکھے شخص تھے جو افغان شہزادی کے اتالیق مقرر تھے۔ فیض ۱۹۳۱ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی پڑھے لکھے لوگوں کی صحبت میں بیشتر وقت گزارا جس کے باعث فیض کو عربی اور فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ اسی علمی صحبت اور اعلیٰ فکری صلاحیتوں کے بل بوتے پر وہ ایک لاجواب شاعر کے طور پر سامنے آئے۔ فیض کا دور بھی شیلے کی طرح پر آشوب اور آزادی کی تحریکوں سے پُر تھا۔ یہ وہ دور تھا جب ایشیا اور افریقہ کے لوگ بیک وقت آزادی کے لیے برسرِ پیکار تھے اور پاک وہند میں جنم لینے والی تحریک بھی اسی کا حصہ تھی۔

فیض نے اپنی انقلابی شاعری کا آغاز ۱۹۵۵ء میں کیا۔ اس سے قبل فیض کا جھکاؤ رومانوی شاعری کی طرف تھا۔ آغاز میں فیض کا موضوعِ سخن فقط رومان تھا۔ وہ امید و یاس، تنہائی اور جذبہ ایثار، ہمدردی یا زندگی اور اس کے حسن کی خواہش اور اس کے ساتھ موت کو اس کشت وخون کے ناگزیر انجام کے طور پر دیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ فیض کے نقطہ نظر میں احتجاج کا نیا ادب ایک مثبت تبدیلی کی علامت ہے۔ جو ظالم اور جابر کے شکنجہ استبداد سے لڑنے کی طاقت عطا کرتا ہے۔ وہ ہمت عطا کرتا ہے جو اندھیرے کو ختم کرنے کا باعث بنتی ہے۔ غالؔب کے خیالات کی جھلک بھی جابجا فیض کی شاعری میں نمایاں ہے۔ اپنی مشہور زمانہ نظم "نقشِ فریادی" میں فیض نے اقبال کا مصرعہ لکھا ہے۔ جس میں اُس نے دنیا کے کسی بھی کونے میں آزادی کی لڑائی لڑنے والوں کی حمایت کی ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

فیض اپنی شاعری میں محبت کو نہ صرف ایک پُر زور تخیل کے طور پر دیکھتے ہیں بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سچا جذبہ زندگی کی کامیابی اور منزل تک پہنچنے کی ضمانت ہے۔ وہ محبت کے اس لافانی جذبے کو انقلابی شاعری کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ وہ اس محبت کو دنیا کو بدلنے اور تبدیلی کا محرک سمجھتے ہیں۔ یہاں پر فیض اور شیلے کے دور کے بیچ ایک صدی سے زیادہ کا فاصلہ ہے لیکن دونوں کو ایک جیسے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لیے یہ ناگزیر امر تھا کہ شیلے کے خیالات و الفاظ سے فیض متاثر ہوئے بنا رہ سکے۔ شیلے کی شاعری کا نمایاں موضوع ظلم و بربریت کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اپنے خیالات کا اظہار اُس کی طویل نظم "Prome thes Unbound" میں کیا ہے۔

"To suffer woes which hope thinks finite
To forgive Wrongs darker then death and night
To defy power, which seems omnipotent:
To love, and bees, to hope till hope creates,
From its own wreek the thing it contemplates"(1)

فیض نے اپنی ایک مشہور غزل میں اسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

"ایک فرصت گناہ ملی اور وہ بھی چار دن
دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار کے"(۲)

یہ دونوں کی شاعری کا ایک پہلو ہے جس میں دونوں شعرا نے خدا سے شکوہ کیا ہے۔ انقلاب کا دوسرا پہلو شیلے کی طویل نظم "Queen Mab" میں نظر آتا ہے جو اُس نے بیس برس کی عمر میں تحریر کی تھی۔ جس میں ایک بادشاہ تخت پر وارد پر تعیش زندگی گزارتا دکھائی دیتا ہے۔ اور وہ ان بھوکے ننگے لوگوں کے حالات سے یکسر بے خبر نظر آتا ہے جو اُس کے تعیش کی قیمت اپنے خون اور پسینے سے ادا کرتے ہیں۔

"Once reason has "waked the nation
Absolute monarchy is doomed
Power like a desolating pestilence
Pollutes whatever it touches and obedience
Makes slowes of men and of the humenfrance"(Queen Mab (79-80) (3)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بالکل ایسے ہی مظلومانہ اور قابل ترس صورتِ حال کو فیض نے اپنی نظم "کُتے" میں بیان کیا ہے۔ اس نے اپنے ملک کے مظلوم اور مغلوب عوام کو کتوں سے تشبیہ دی ہے۔ اُس کے نزدیک اُن کی اور کتوں کی زندگی میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا۔ اگر اُن بے خبروں کو اپنی طاقت کا اندازہ ہو جائے تو وہ ملک میں ایک عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ اگر اُن کو اپنی طاقت کا اندازہ ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اُن کو شکست نہیں دے سکتی۔ شیلے بھی اپنی نظم میں اسی نقطہ نظر کا قائل نظر آتا ہے۔

"Shall dray thee, the cruel king to kiss blood
From these pale feet, which then might trample thee
If they disdained not such a prostrate slave"[(4)]

فیض کا احتجاج بھی اسی راہ پر گامزن نظر آتا ہے۔ اُس کا احتجاج راشی حکمرانوں کے خلاف ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ فیض کسی خاص گروہ کا نام نہیں لیتا بلکہ وہ علامتی استعارات کا استعمال کرتے ہوئے عَلَمِ بغاوت بلند کرتا نظر آتا ہے اور اس کی وجہ شاید فوجی آمریت کی حکومت تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کی تمام شاعری اِس عزمِ مصمم سے لبریز ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "دستِ صباء" کی نظم "مستورش پر بات ہونے کو" میں ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح ایک اور نظم "احتساب" جو "سرداری سپنا" کی ابتدائی نظم ہے۔ اس میں فیض غریبوں اور مزدوروں کو خراج عقیدت پیش کرتے نظر آتا ہیں جو ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فیض کی نظم "احتساب" کے چند مصرعوں میں انھیں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ فیض کی شاعری موجودہ صورتِ حال کے خلاف ایک احتجاج اور زیرِ لب شکایت ہے۔ دراصل فیض کی شاعری کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے دور میں برطانوی سامراج کے خلاف مزاحمت کی مثالیں ملتی ہیں تو دوسرے دور میں حکومت کے ظلم و ستم کے خلاف ناراض احتجاج نظر آتا ہے۔ اس دوران فیض اِس بات کا برملا اِظہار کرتا نظر آتا ہے کہ دورانِ تقسیم ہونے والے مظالم اس قدر دردناک تھے کہ میرا قلم ان کو بیان کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔ مذکور سطور سے یہ بات واضح ہے کہ فیض اور شیلے دونوں ہی اس استعماری قوت کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ وہ قوتیں جو دوسروں کے حقوق کو غصب کرتی ہیں۔ دونوں کا قلم ان کے لیے احتجاج کرتا دکھائی دیتا ہے یہ چرچ کی صورت میں عمل پذیر ہو یا پھر زمینداروں، جاگیرداروں، تاجروں اور سیاستدانوں کی صورت میں ظلم کرتا ہو۔ ۱۸۱۹ء میں جب (Peterloo) کے مقام پر مجسٹریٹ کے حکم پر نہتے لوگوں پر توپوں کے دہانے کھولے گئے جس کے نتیجے میں سینکڑوں بے گناہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور کئی شدید زخمی ہوئے۔ شیلے ان کے دکھ کو دل سے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

محسوس کرتے ہوئے شیلے نے "Mark of Anarchy" کے نام سے طویل نظم لکھی جس میں اُس نے اہلِ برطانیہ کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور اِن مظلوموں کے لیے رحم کے جذبات ابھارنے کی سعی کی۔

فیض احمد فیضؔ نے بھی ایک مختصر لیکن مؤثر نظم میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے جو انھوں نے تقسیم ہند کے بعد لکھی اور اس میں ملک کے حکمرانوں سے اسی انداز میں مخاطب ہے۔ فیض کے نقادوں نے اس نظم کو "تیسری دنیا کا نعرہ" قرار دیا ہے۔ یہ نظم برطانوی راج کے دوران لکھی گئی جب احتجاج پر مکمل پابندی تھی۔

"بول کہ لب آزاد ہیں تیرے
بول کہ تو اب زندہ ہے

بول یہ تھوڑا وقت بہت ہے
جسم و جاں کی قوت سے پہلے "(۵)

ایسے ہی عزم و ہمت اور روشن خیالی کے جذبات فیض کی مشہور زمانہ نظم "ہم دیکھیں گے" میں نظر آتی ہے۔ اِس نظم کی بنیاد قرآن پاک کی آیت پر رکھی گئی ہے۔ جس کا مطلب ہے۔ "ہر چیز ختم ہو جائے گی بجز اس ذات واحد کے" فیض ایک انقلابی شاعر ہیں اور یہاں پر اُس نے لوگوں کی مایوسی کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ شاعر کو یقین کامل ہے کہ وہ دن ضرور آئے گا جب ملک میں امن و انصاف کا بول بالا ہو گا۔ ہم دیکھیں گے

لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے
جب ظلم و ستم کے کوہ گراں

روئی کی طرح اچھالے جائیں گے
جب تخت گرائے جائیں گے
جب تاج اچھالے جائیں گے

ہم دیکھیں گے
لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے "(۶)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

دونوں شعراء اپنے عہد کی معاشرتی صورتِ حال میں تبدیلی کے خواہاں تھے وہ جانتے تھے کہ یہ کمزور لوگ جنہیں طاقتور طبقہ کیڑے مکوڑے سمجھتا ہے اگر سچے جزبے کے ساتھ ڈٹ جائیں تو بڑی سے بڑی طاقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں جہاں تک شیلے کا تعلق ہے وہ اس بات کا مدعی ہے کہ یہ تبدیلی کسی باضابطہ طریقے سے جمہوری رویے کی مدد سے عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اسی طرح فیض بھی اسی منزل کے حصول کے لیے ارتقائی مراحل کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ فیض ایک ایسے انقلاب کا داعی ہے جس میں معاشرتی انصاف اور جمہوریت کا بول بالا ہو اور جو اسلام کی روح کے مطابق ہو۔ وہ سوشلزم کا حامی تھا۔ فیض جاگیردارانہ سماج کے خلاف تھا۔ اس نے اپنی نظم "پنجابی کسان کا گیت" میں اس نے اِنہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

فیض کی شاعری میں تشبیہات اور ستعارات کا استعمال عام ہے اور یوں اس علامتی اظہار کے ذریعے وہ اپنا مدعا قاری تک پہنچاتا ہے۔ اسی طرح شیلے نے بھی علامتی زبان کا استعمال بہ کثرت کیا ہے جس کی ایک مثال اس کی طویل نظم "Revolt of Islam" میں نظر آتا ہے۔ فیض نے اپنی نظموں میں جابجا استعاراتی زبان کا استعمال کیا ہے۔ اس نے جام او صراحی کا استعمال کرتے ہوئے غزل کی روایت کو تازہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی نظم "مجھ سے پہلے سی محبت میرے محبوب نہ مانگ" میں علامتی زبان کا استعمال کیا ہے۔

"صدیوں کے ان گنت بہیمانہ طلسم
ریشم و اطلس و کمخواب میں بنائے ہوئے
جابجا کوچہ و بازار میں بکتے ہوئے ہم
خاک میں لتھڑے ہوئے خون میں نہلائے ہوئے"(۷)

مندرجہ بالا تقابل سے یہ بات واضح ہے کہ دونوں شاعر خیال اور سوچ کے اعتبار سے بہت حد تک مماثلت رکھتے ہیں اور دونوں کی شاعری مسلسل ارتقا کے عمل سے گزر رہی ہے۔ شیلے کی شاعری نے آئرلینڈ کے لوگوں کو آزادی کے لیے ابھارا، اور لڑنے کی تڑپ پیدا کی تو فیض کی انقلابی شاعری نے آمریت کے خلاف جمہوریت کی راہیں استوار کی ہیں۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ فیض نے فلسطینیوں کے حقوق کے لیے عَلَمِ بغاوت بلند کیا اور دونوں شعراء نے اپنے شاعرانہ زندگی کے عروج پر پہنچ کر انقلابی شاعری تخلیق کی۔ شیلے کی "Ode to West Wind" اس کی واضح مثال ہے جس میں شیلے نے West Wind کو تبدیل اور انقلاب کی علامت قرار دیا۔ کیوں کہ یہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ٹھنڈی ہوا خزاں کی علامت ہے جس کے بعد بہار کی نوید سنائی دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح فیض نے ہاتھوں کو علامتی طور پر استعمال کیا ہے جو جدو جہد کی علامت ہے۔

شیلے کا تعلق طبقہ امراء سے تھا۔ اس کے آباؤ اجداد پارلیمنٹ کے رکن رہے تھے۔ جب کہ فیض کا تعلق درمیانے طبقے سے تھا۔ لیکن وہ جمہوریت کا زبردست حامی تھا۔ شیلے کا مذہب سے لگاؤ برائے نام تھا اور وہ دہریہ تھا جب کہ فیض کی بنیادیں مضبوطی سے مذہب سے جڑی تھیں۔ شیلے کا خدا کے ساتھ تعلقہمیشہ سے مخاصمانہ رہا ہے۔ وہ انسان کی سب نصیبوں کا ذمہ دار خدا کی ذات کو ٹھہراتا ہے جب کہ فیض کی شاعری میں اللہ کی ذات سے شکوہ تو نظر آتا ہے لیکن اس کے باوجود ایک اُمید کی کرن بھی نظر آتی ہے۔ مندرجہ بالا نکات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے دونوں کے خیالات اور افکار کے پہلو ایسے ہیں جن میں مماثلت ملتی ہے اور دونوں نے اپنے قلم سے لوگوں میں نیا جزبہ پیدا کیا۔اس لیے رہتی دنیا تک ان کا نام یاد رکھا جائے گا

حوالہ جات

1. O’Neil Michael: Percy Bysshe Shelley, A literary life, London O.U.P. 1989, P.53

۲ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۸۶، ص ۶۳

3. Perey Byshee Shelly, Promethes Undbound, Act .IV ,P196

4. Perey Byshee Shelly, Queen Mab, P.74

۵ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۸۶، ص ۴۷

۶۔ فیض احمد فیض، میرے دل میرے مسافر، شاہین بک سنٹر، دہلی، ۱۹۸۲، ص ۲۲

۷۔ فیض احمد فیض، نقشِ فریادی، تاج آرٹ پریس، دہلی، ۱۹۴۱ء، ص ۶۲